سوال

(88) نمازی کے کس قدر آگے سے گزرنا منع ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نمازی کے کس قدر آگے سے گزرنا منع ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نمازی کی نماز کی جو حد ہے، یعنی جہاں سترہ قائم کرنے کا حکم ہے، اس کے آگے سے گزر سکتا ہے، اس کے اندر گزرنا منع ہے۔ صحیحین میں ہے:

''عن أبي جحیفة: رأیت بلالا أخذ عنزة فرکزها، وخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في حلة حمراء مشمرا، صلی إلی العنزة بالناس رکعتین، ورأیت الناس والدواب یمرون بین یدي العنزة'' (متفق علیہ)[1]

[میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے چھوٹا نیزہ لے کر گاڑ دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے تیزی سے تشریف لائے، آپ نے چھوٹے نیزے کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں اور میں نے لوگوں اور چوپاؤں کو نیزے کے آگے سے گزرتے ہوئے دیکھا]

سترہ قائم کرنے کی جگہ سجدہ گاہ کے آگے ہے، جو قریب ڈھائی تین ہاتھ کے ہے۔

''عن نافع أن عبد اللہ کان إذا دخل الکعبة مشیٰ قبل وجھه حین یدخل، وجعل الباب قبل ظھره، فمشیٰ حتی یکون بینه وبین الجدار الذي قبل وجھه قریبا من ثلاثة أذرع صلیٰ، یتوخیٰ المکان الذي أخبره به بلال أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم صلیٰ فیه'' (بخاري بعد باب الصلاة بین السواري في غیر جماعة)[2]

[نافع بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبے کے اندر داخل ہوتے تو سامنے کی طرف چلتے اور دروازہ اپنی پٹھ کی طرف چھوڑ دیتے، پھر اس طرح چلتے اور جب سامنے کی دیوار تقریباً تین ہاتھ رہ جاتی تو نماز پڑھتے تھے، اس طرح آپ اس جگہ نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے، جس کے متعلق بلال رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں نماز پڑھی تھی]

''وعن سھل بن سعد قال: کان بین مصلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین الجدار ممر الشاة'' (بخاري، باب قدر کم ینبغي أن یکون بین المصلي والسترة)[3]

[سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کے برابر جگہ ہوتی تھی]

قال الحافظ فی الفتح (۲/۲۸۶) : ''قال ابن بطال : ھذا أقل مایکون بین المصلی والسترۃ، یعنی قدر ممر الشاۃ، وقیل : أقل ذلک ثلاثۃ أذرع، لحدیث بلال أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی الکعبۃ، وبینہ وبین الجدار ثلاثۃ أذرع، کما سیأتی قریباً بعد خمسۃ أبواب، وجمع الداودي بأن أقلہ ممر الشاۃ، وأکثرہ ثلاثۃ أذرع، وجمع بعضھم بأن الأول فی حال القیام والقعود، والثانی فی حال الرکوع والسجود'' انتھیٰ مافی الفتح۔

وقال فی نیل الأوطار : ''والظاھر أن الأمر بالعکس (یعنی أن ثلاثۃ أذرع فی حالۃ القیام وقدر ممر الشاۃ فی حال الرکوع والسجود) وقال ابن الصلاح : قدروا ممر الشاۃ بثلاثۃ أذرع، قال الحافظ : ولایخفیٰ مافیہ، وقال البغوي : استحب أھل العلم الدنو من السترۃ، بحیث یکون بینہ وبینھا قدر إمکان السجود، وکذلک بین الصفوف'' [4]

وقد ورد الأمر بالدنو منھا، وفیہ بیان الحکمۃ فی ذلک، وھو مارواہ أبوداود وغیرہ من حدیث سھل بن أبی حثمۃ مرفوعاً : ((إذا صلی أحدکم إلی سترۃ فلیدن منھا، لایقطع الشیطان علیہ صلاتہ)) انتھی (فتح الباري : ۲/۲۸۶)

[حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں : ابن بطال نے کہا ہے کہ یہ وہ کم ازکم جگہ ہے، جو نمازی اور سترے کے درمیان ہونی چاہیے، یعنی بکری کے گزرنے کے برابر، ایک قول کے مطابق اس کی کم ازکم مقدار تین ہاتھ ہے، کیوں کہ بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے میں نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور دیوار کے درمیان تین ہاتھ کے برابر فاصلہ تھا، جیسا کہ پانچ ابواب کے بعد آرہا ہے۔

امام داودی نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ اس کی کم ازکم مقدار بکری گزرنے کے برابر اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہے۔ بعض اہلِ علم نے اس طرح بھی دونوں حدیثوں میں تطبیق دی ہے کہ پہلی کیفیت قیام اور قعدے کے وقت ہے اور دوسری رکوع و سجود کے وقت ہے۔ لیکن نیل الاوطار میں امام شوکانی نے کہا ہے کہ حدیث سے اس کے برعکس ظاہر ہوتا ہے (یعنی تین ہاتھ رکوع و سجود کے وقت اور بکری کے گزرنے کے برابر قیام وقعدے کے وقت ہے) حافظ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ علما نے بکری گزرنے کی مقدار تین ہاتھ بتائی ہے، لیکن حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کی کمزوری عیاں ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ اہلِ علم نے سترے کے اس قدر قریب ہونا مستحب قرار دیا ہے کہ نمازی اور سترے کے درمیان اتنی جگہ ہو کہ بہ آسانی سجدہ کرنا ممکن ہو اور اتنا ہی فاصلہ صفوں کے درمیان ہونا چاہیے۔

سترے کے قریب ہونے کا حکم بھی حدیث میں مروی ہے، جس میں اس کی حکمت بھی بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ امام ابوداود وغیرہ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو سترے کے قریب ہوجائے، کہیں شیطان اس پر اس کی نماز کو قطع نہ کردے]

اور یہ حکم ہے کہ اگر کوئی نمازی اور اس کے سترے کے درمیان سے گزرے تو نمازی اس کو جس طرح ہوسکے، روکے :

عن أبي سعید قال : سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول : ((إذا صلی أحدکم إلی شيء یسترہ من الناس فأراد أحد أن یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ، فإن أبیٰ فلیقاتلہ فإنما ھو شیطان)) (بخاري، باب یرد المصلی من مر بین یدیہ) [5]

[ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف رخ کرکے نماز پڑھے جو اسے لوگوں سے چھپا رہی ہو (یعنی کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھے) اور پھر بھی کوئی شخص اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ اسے روکے، لیکن اگر وہ باز نہ آئے تو پھر وہ اس سے لڑے، کیونکہ وہ شیطان ہے]

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کی نماز کی جگہ کی حد اس کے کھڑے ہونے کی جگہ سے سجدہ گاہ تک ہے، اس درمیان سے گزرنا منع ہے اور اس کے آگے سے درست ہے، اسی مدعا کی موید صحیحین کی یہ روایت بھی ہے :

’’عن ابن عباس قال: أقبلت راکبا علی أتان، وأنا یومئذ قد ناھزت الاحتلام، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلي بالناس بمنیً إلی غیر جدار فمررت بین یدي بعض الصف فنزلت، وأرسلت الأتان ترتع، ودخلت في الصف فلم ینکر ذلک علیَّ أحد‘‘ (متفق علیہ)[6]

[ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ایک دن گدھی پر سوار ہوکر آیا، میں ان دنوں قریب البلوغ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی دیوار کی اوٹ لیے بغیر منٰی میں نماز پڑھا رہے تھے، پس میں ایک صف کے آگے سے گزرا، پھر میں گدھی سے اترا اور اسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود صف میں شامل ہوگیا اور کسی نے بھی مجھ پر اعتراض نہ کیا]

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۶۹) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۵۰۳)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۴۸۴)

[3] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۴۷۴) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۵۰۸)

[4] نیل الأوطار (۳/۳)

[5] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۴۸۶) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۵۰۵)

[6] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۷۶) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۵۰۴)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 206

محدث فتویٰ